تہذیبی روابط اور اسلام-ایک جائزہ

حافظہ شاہدہ پروین *

Islam is complete, comprehensive and the last code of life revealed from Allah Almighty which ensures the welfare, serenity and betterment of not only Muslims but also the whole human beings. In this world, there are a number of civilizations, based on different entities e.g. based on religions, colours, races and geographical differences. Islam recognizes all these natural differences respects them and sets relations to all human beings because they all are creation of one Allah. Islam announces that this code of life is for the whole mankind and Muhammad (S.A.W)s message is for ever and for everyone till the doomsday. Islamic history is the embodiment of above mentioned principles. Al-though, Islam appreciates its believer's relations to other civilizations yet it imposes some restrictions, to ensure their identity. Keeping this purpose in view, Islam forbids its followers to imitate others so they may not loose their identification. In this era, civilizational relations are more necessary to make this world peaceful and safe.

پیش لفظ:

یہ کائناتِ ارضی خالق و مالکِ کائنات نے انسان کے لیے آباد کی اور فرمایا:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَلَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْض. (۱)

کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارے لیے مسخر کی گئی۔

انسانوں میں معنوی خصائص اور باطنی صلاحیتوں میں اختلاف و امتیاز موجود رہا۔ یہی رنگ و نسل اور جغرافیائی امتیاز مختلف قومیتوں کا باعث بنا۔ ظاہری لبادوں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ باطنی مناھج بھی جدا جدا ہے یوں مختلف تہذیبوں نے جنم لیا۔ ہر تہذیب کی اپنی پہچان اور امتیازی رنگ ہے کیونکہ ہر تہذیب کی بنیاد اس کے ماننے والوں کی فکر پر منحصر ہوتی ہے۔

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

''ہر قوم کا مزاج دوسری قوم سے جدا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ عقول وادراکات کے مدارج میں بڑا تفاوت پایا جاتا ہے ہر ایک کے تمدن کی نوعیت جدا ہے۔(۲)

ہر دور، علاقے اور خطے میں تہذیبیں موجود رہی ہیں باہم انسانوں میں تہذیبی اور ثقافتی اختلاف نہ صرف موجود رہا بلکہ اللہ رب العزت نے اسے اپنی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ .(۳)

اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف بھی ہے۔ دانش مندوں کے لیے یقیناً اس میں بڑی عبرتیں ہیں۔

اسلام رنگ ونوع کے اس تضاد اور تہذیبی اختلاف کو تصادم کا ذریعہ قرار نہیں دیتا بلکہ انسان کو بار بار مبدأ اول کی یاد دہانی کرواتا ہے کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ اگرچہ تمہارا رہن سہن اور طرز حیات افکار کے اختلاف کی بنا پر فرق ہے تاہم تمہاری بنیاد ایک ہے۔ تم ایک ہی خالق کی مخلوق ہو۔ یہ سوچ نفرت وعداوت کا قلع قمع کر کے انسانیت کو ایک ہی مرکز پر متحد کرتی ہے۔ جس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے بے نیاز نہیں ہوسکتا اسی طرح تہذیب بھی دیگر تہذیبوں سے روابط یکسر قطع کر کے باقی نہیں رہ سکتی۔ عصر حاضر میں یہ تہذیبی اختلاف باہم دشمنی کے فروغ کا سبب بنتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس تہذیبی عناد کے باعث میدانِ حرب وضرب میں بڑی بڑی ظالمانہ اور سفاکانہ داستانیں رقم ہو رہی ہیں۔ زمانہ سمٹ کر قریب آتا جا رہا ہے جبکہ نفرتیں اور دشمنیاں پھیلتی جا رہی ہیں۔ انسان ہی بنی نوع انسان کا شکاری بنتا جا رہا ہے۔ اور ''تہذیبی تصادم'' کا نعرہ لگا کر صفحہ ہستی سے انسانوں کا قتلِ عام کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسلامی تہذیب ایسے اصول ونظریات کی بارآوری کا ذریعہ بنتی ہے جو انسانوں کے درمیان محبت، تعاون، ربط واتحاد اور وحدت وہم آہنگی کو جنم دیتی ہے۔ اسلام انسانوں سے نفرت نہیں ربط وتعلق کا درس دیتا ہے۔

عصرِ حاضر اور تہذیبی روابط کی ضرورت:

انفارمیشن ٹیکنالوجی میں محیر العقول ایجادات اور ذرائع آمد و رفت کی سریع الرفتار ترقی نے پوری دنیا کو ایک کنبے کی مانند قریب کر دیا ہے۔ یہ قرب جتنا بڑھتا جا رہا ہے باہم محبت پر مبنی روابط کی ضرورت بھی شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ انسانوں کی باہم محبتیں بارود کے دھوئیں میں چھپ گئی ہیں اور مالی مفادات روابط کی بنیاد بن چکے ہیں۔ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

> ''موجودہ دور اور عالمِ انسانی کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ اغراض و تعصّبات، قوم پرستی اور سیاسی مقاصد سے بالکل آزاد اور بے تعلق ہو کر عام انسانوں کے سامنے وہ حقیقتیں رکھی جائیں جن پر انسانیت کی نجات اور سلامتی موقوف ہے۔ یہ حقیقتیں اپنے اپنے زمانہ میں پیغمبروں نے بیان کی تھی اور ان کے لیے سخت جدوجہد کی تھی۔ یہ حقیقتیں اب بھی زندہ ہیں لیکن سیاسی تحریکوں، مادی تنظیموں اور قومی خودغرضیوں نے گرد و غبار کا ایسا طوفان کھڑا کر دیا ہے کہ یہ روشن حقیقتیں ان کی اوٹ میں اوجھل ہو گئی ہیں لیکن انسانی ضمیر ابھی مردہ اور انسانی ذہن ابھی مفلوج و معطل نہیں ہوا۔'' (۴)

''یہ امر بہت اہم ہے کہ ہماری تین روایات یعنی یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے درمیان نئے الہیاتی اور دانش ورانہ روابط قائم کرنے پر توجہ مرکوز کی جائے۔ وہ روابط جو ایسا لگتا ہے انسانی تاریخ کے خاص مرحلوں میں کھو گئے ...... ایسا صرف ہماری روحانی امید پرستی کے عظیم ذخیرے کو دوبارہ دریافت کرنے سے ہو سکتا ہے کہ ہم ان روابط کو اپنے اور اپنے بچوں کی خاطر ایک بار قائم کر سکیں۔'' (۵)

دیگر تہذیبوں کے بارے میں اسلام کا رویہ

کسی شخص کے ساتھ روابط کا معاملہ ہو یا قوم اور تہذیب کے ساتھ، اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ اس فرد، قوم یا تہذیب کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں۔ آپ کی سوچ اس کو کس انداز اور رنگ سے دیکھتی ہے۔ اسلام دیگر تہذیبوں کا نہ صرف تذکرہ کرتا ہے بلکہ ان کو تسلیم بھی کرتا ہے۔ احترام پر مبنی رویہ اپناتا ہے۔ اسلام انسانوں نے منہ موڑ کر جینے کا حکم نہیں دیتا بلکہ مخلوق خدا

کو ایک کنبہ قرار دیتے ہوئے باہم ربط و تعاون کی تاکید کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الخلق کلھم عیال اللہ فاحبھم الی اللہ من انفعھم لعیالہ. (٦)

تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے ہاں پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کنبے کو فائدہ دیتا ہے۔

دینِ اسلام سب زمانوں اور سب انسانوں کے لیے ہے اس کا دامن قرب ہر تہذیب اور قوم کے لیے کھلا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ .(٧)

بے شک یہ سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا. (٨

کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اسلام جامع و ہمہ گیر تہذیب کا داعی ہے۔ وہ سب تہذیبوں کے رہنما انبیاء کو نہ صرف سچا گردانتا ہے بلکہ ان پر ایمان کو امت مسلمہ کے ایمان کی تکمیل کا جزو گردانتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ.(٩)

یعنی ہم سب رسولوں پر اور سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور سب کو حق سمجھتے ہیں اور اپنے اپنے زمانے میں سب واجب الاتباع ہیں اور ہم خدا کے فرمانبردار ہیں جس وقت جو نبی ہوگا اس کے ذریعہ سے جو اُحکام خداوندی پہنچیں گے اس کا اتباع ضروری ہے۔(١٠)

تہذیبی روابط کی بنیاد

اسلام تمام مخلوق کو ایک ہی خدائے واحد کا کنبہ قرار دیتا ہے جس کا مبدأ و منبع ایک ہی ذات ہے۔ خالق واحد کی یہ مخلوق مختلف تہذیبوں اور علاقوں میں بٹ گئی ہے۔ اس کی تخلیق نفسِ واحدہ سے عمل میں آئی ہے ایک ہی نفس سے وجود پانے والے انسانوں کے درمیان جدائی اور دوری ممکن ہی نہیں۔ نفرت اور تعصب کی خلیج انہیں جدا تو کر سکتی ہے ایک دوسرے سے کاٹ نہیں سکتی۔ وہ کسی بھی خطہ پر آباد ہوں۔ کسی بھی رنگ اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ کوئی سی زبان بولتے ہوں وہ ہر حال میں اشرف المخلوقات میں شامل ہیں لہذا اسلام تہذیبی روابط کی بنیاد اسی اولین اور قدیم رشتہ کو قرار دیتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً. (١١)

اے لوگو ڈرو اس رب سے جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا اسی سے تمہارا جوڑا بنایا اور اسی سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلائے۔

یہی وجہ ہے کہ تہذیب اسلامی نہ صرف دیگر تہذیبوں کو تسلیم کرتی ہے۔ ان کے ساتھ احترام کا رویہ اختیار کرتی ہے بلکہ ان کو نکاتِ مشترکہ کی طرف دعوت اتحاد دیتی ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ. (١٢)

کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تہذیبی ربط اور تسلسل کو بہت خوبصورت الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا "بلا شبہ میری مثال اور انبیاء سابقین کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا ماسوائے ایک تکمیلی اینٹ نصب کرنے کے اس کو بہترین طریقہ پر مکمل کیا۔ لوگ اس کو دیکھتے اور کہتے کہ یہ اینٹ نہ چھوڑی ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا فرمایا میں وہ آخری اینٹ ہوں۔ (١٣)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الانبیاء اولاد علات امهاتهم شتى و دينهم واحد. (۱۴)

انبیاء کی جماعت اولاد علات ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

''اسلامی تہذیب دراصل روشنی کا وہ مینار ہے جس نے پوری دنیا کی تہذیبوں کو اپنے اندر سمیٹا ہے۔''(۱۵)

تہذیبی روابط اور اسوۂ حسنہ

اسلام صرف انفرادی تعمیر وتطہیر نہیں بلکہ اجتماعی تعمیر وتطہیر کو اپنا ہدف قرار دیتا ہے اور اس کی تعمیر کا رخ پورے اکناف عالم کی طرف ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ منایا جارہا ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا. (۱۶)

ہم نے آپ کو سب انسانوں کی طرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

بعثت کے آغاز سے قبل بھی انسانیت کی صلاح وفلاح رحمۃ للعالمین کو انتہائی پسندیدہ اور محبوب تھی حرف فجار کے سلسلہ کو روکنے کے لیے معاہدہ حلف الفضول عمل میں آیا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ ابن ہشام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں عبداللہ بن جدعان کے گھر حلف لینے میں شریک تھا اور سرخ اونٹوں کے گلے کے عوض بھی اس شرکت کے اعزاز سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا اور اب اگر زمانہ اسلام میں بھی کوئی مجھے اس کی دہائی دے کر پکارے تو اس کی مدد کو دوڑوں گا۔''(۱۷)

پینتیس برس کی عمر میں آپ نے ایک تہذیبی تنازع کا اپنی بصیرت اور فہم وتدبر سے ایسا لاثانی حل پیش کیا جو ہر دور اور ہر زمانے کے اختلاف کے حل میں نشانِ منزل کا کام دیتا رہے گا۔

تعمیر کعبہ کے وقت حجر اسود کے نصب کرنے کا جو طریقہ ہادی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا۔(۱۸)
اس نے مختلف قبائل کے درمیان نفرت کی آگ کو سرد کر کے محبت کے جذبے کو فروغ دیا۔

میثاق مدینہ اسلامی تہذیب کے دیگر تہذیبوں سے روابط کا سنگِ میل ہے۔صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

> ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مسلمانوں کے درمیان عقیدے، سیاست اور نظام کی وحدت کے ذریعے ایک نئے اسلامی معاشرے کی بنیادیں استوار کر لیں تو غیر مسلموں کے ساتھ اپنے تعلقات منظّم کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ ساری انسانیت امن وسلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو اور اس کے ساتھ ہی مدینہ اور اس کے گردو پیش کا علاقہ ایک وفاقی وحدت میں منظّم ہو جائے چنانچہ آپؐ نے رواداری اور کشادہ دلی کے ایسے قوانین مسنون فرمائے جن کا اس تعصب اور غلّو پسندی سے بھری ہوئی دنیا میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔''(۱۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد مختلف قبائل اور سلطنتوں کی طرف دستِ روابط بڑھاتے ہوئے وفود بھیجے اور خطوط تحریر فرمائے ان خطوط کی تعداد ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق کے مطابق ۲۲۵ ہے۔(۲۰)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا جس کے الفاظ یہ تھے کہ ''اہل نجران کو خدا کا جوار اور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے۔ان کی جانیں اور مال، ان کی زمینیں، ان کا مذہب کنیسے، گرجے، مموکات کی حفاظت کی جائے یہ وعدہ ان کے لیے جو موجود ہیں اور ان کے لیے بھی جو غائب ہیں جب تک اہل نجران وفادار ہیں اور اپنے واجبات کے مطابق کام کرتے جائیں۔(۲۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کو مسجد میں ٹھہراتے ان کو ان کے طریقے پر مسجد

میں عبادت کرنے کی اجازت دے دیتے۔ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ان کی نماز کا وقت تھا۔ انہوں نے مسجد میں نماز شروع کر دی بعض مسلمانوں نے روکنا چاہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا نماز پڑھ لینے دو چنانچہ عیسائیوں نے مسجد نبوی کے اندر نماز پڑھی۔'' (۲۲)

''معاشرتی رشتوں میں بنیادی رشتہ نکاح کا بندھن ہے جس سے انسانی نسل کی بقا وابستہ ہے۔ مل جل کر شریکِ طعام ہونا سماجی روابط میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی تہذیب اہلِ کتاب کے ساتھ ان دونوں روابط کی اجازت دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ. (۲۳)

اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

والطعام اسم لما يؤكل والذبائح منه وهو ههنا خاص بالذبائح. (۲۴)

لفظ طعام ہر کھانے کی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جس میں ذبائح بھی شامل ہیں اور اس آیت میں طعام کا لفظ خاص ذبائح کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

تفسیر بحر محیط میں لکھا ہے مسلمانوں کا کھانا اہل کتاب کے لیے جائز کہنے سے مراد یہ ہے کہ ''تم اپنے ذبیحہ میں سے کسی غیر مسلم اہل کتاب کو کھلا دو تو کوئی گناہ نہیں۔'' (۲۵)

محمود آلوسی لکھتے ہیں ''طعام سے مراد ذبائح اور اس کے علاوہ دیگر کھانے میں جیسا کہ ابن عباسؓ، ابو درداءؓ، قتادہؒ، السدی، ضحاک، اور مجاہدؒ سے روایت کیا گیا ہے۔ (۲۶) شرط یہ ہے کہ یہ کھانے بنیادی طور پر حلال اشیاء پر مشتمل ہوں۔

نکاح کی اجازت کے ضمن میں فرمایا:

وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ (۲۷)

حلال ہیں پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

ذهب اكثر الفقهاء الى أنه يحل التزوج بالذميه من اليهود والنصارٰى. (۲۸)

علامہ جصاص رقمطراز ہیں:

''جمہور علماء صحابہ وتابعین کے نزدیک اس جگہ محصنٰت کے معنی، عفیف و پاک دامن عورتوں کے ہیں اور مراد یہ ہے کہ جس طرح عفیف اور پاک دامن مسلمان عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اسی طرح اہل کتاب کی عفیف و پاک دامن عورتوں سے بھی جائز ہے۔'' (۲۹)

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''اہل کتاب کا وہی ذبیحہ حلال ہوگا جس میں خون بہہ گیا ہو گویا ان کا مشینی ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں خون بہنے کی ایک بنیادی شرط مفقود ہے۔ اسی طرح اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت کے ساتھ ایک تو پاک دامن کی قید ہے جو آج کل اکثر اہل کتاب کی عورتوں میں مفقود ہے۔'' (۳۰)

تہذیبی روابط اور اسلامی تاریخ

خلقِ خدا کو ایک کنبہ قرار دیتے ہوئے عالمی برادری کے ساتھ ربط و تعلق کے جس خوبصورت اُسوہ کا آغاز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا امت مسلمہ نے ہر دور میں اس کو حرز جاں بنائے رکھا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فتح شام کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح کو ایک پیغام بھیجا جس میں یہ الفاظ شامل تھے:

"وامنع المسلمين من ظلمهم ولا ضراربهم وأكل اموالهم واوف بشرطهم الذى شرطت لهم فى جميع ما أعطيتهم." (۳۱)

مسلمانوں کے اس حسن سلوک کا ہی اثر تھا کہ ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں ان کا وفد آیا تو پوچھا کہ مسلمان تم لوگوں کو ایذا تو نہیں دیتے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

مانعلم الا وفاء وحسن ملکه۔(۳۲) ان کے متعلق ایفاء عہد اور شریفانہ اخلاق کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ دیگر تہذیبوں کے ساتھ روابط میں ہمیشہ اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا۔

مسلمانوں کے دوسری تہذیبوں کو متاثر کرنے کا بڑا سبب ہی یہ تھا کہ وہ دوسری اقوام و تہذیب کے ساتھ روابط رکھتے تھے۔''مسلمان اپنی سابقہ عادت کے مطابق یہودی و مسیحی لوگوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں اہل کتاب کو بڑے بڑے منصب دے کر اپنی پہلی صفوں میں جگہ دی۔(۳۳)

سمیع عاطف الزین لکھتے ہیں:

> ''مسلمانوں نے فارس، عراق، شام، مصر، شمالی افریقہ اور اسبانیا فتح کئے یہ ممالک مختلف زبان، اقوام، تمدن اور قوانین و عادات کے حامل تھے۔ ان کی ثقافتیں بھی جدا جدا تھیں جب دعوت اسلامی یہاں پہنچی اور اسلامی نظام منظّم ہوا اور لوگوں سے ایمان کی بنا پر نفرت نہیں کی۔ اسلامی عقیدہ کی فطری قوت نے انہیں متاثر کیا اور وہ گروہ در گروہ دین میں داخل ہوئے۔(۳۴)

دیگر تہذیبوں کے ساتھ روابط......حدود و تحفظات

جہاں تک انسانیت سے بھلائی، تعاون اور نصرت و خیر خواہی کا تعلق ہے اسلام بادِ صبا کی طرح لطیف اور مکھن کی طرح نرم و ملائم مزاج رکھتا ہے پوری دنیا کو ایک کنبہ بنا کر الٰہی آنگن میں شیر و شکر کر دیتا ہے۔ محبت و الفت کی ہوائیں بلا امتیاز مذہب و ملت اور رنگ و نسل کے چلتی ہیں۔ تعلقات اور خیر خواہی کا دامن سب کے لیے کھلا ہے۔(۳۵) لیکن جہاں معاملہ تہذیبی تشخص کی حفاظت کا ہو تو اسلام اپنے پیروکاروں کو محتاط رویہ اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے اور ہر ایسے کام اور ربط سے منع کرتا ہے جو اس کے وجود پر میل اور دھندلانے کا باعث بنتا ہو۔ اس لیے اسلام مشابہت سے منع کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو

منهم. (۳۶)

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں شمار ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (۳۷)

جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں آگ سے واسطہ پڑے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِين. (۳۸) یعنی غیر مسلموں کی آگ سے اپنی آگ نہ جلاؤ۔

امام حسن بصریؒ سے منقول ہے "اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے امور میں ان سے مشاورت نہ کرو۔" (۳۹)

یہود ونصاریٰ سے موالات یعنی دلی محبت کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (۴۰)

اے ایمان والو تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"ههنا النهى العام عن موالاة جميع الكفار." (۴۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا يُحِبُّوْنَكُمْ. (۴۲)

تم ان سے دوستی رکھتے ہو مگر وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فرمودات سے بھی اس نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے۔

"بلکہ مختلف واقعات کے تتبع سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مستقل مسلک تھا کہ یہود و

نصاریٰ کے رویے کی وجہ سے ان کے ساتھ ہم آہنگی اختیار نہ کی جائے بلکہ ہمیشہ ان کی مخالفت کی جائے تاکہ مسلمانوں کی اپنی مستقل حیثیت اور انفرادیت کا اظہار ہو اور یہ پختہ ہو جائے۔(۴۳) چنانچہ بہت سی احادیث شروع ہی اس جملہ سے ہوتی ہیں۔

"خالفوا الیھود والنصاریٰ." (۴۴)

تہذیبی وثقافتی شعار میں شرکت کی ممانعت فرمائی کیونکہ رہن سہن، تمدن، بول چال اور قومی خصوصیات کی بقا میں ملت کی بقا کا راز مضمر ہے۔اسی لیے فرمایا:

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ. (۴۵)

حرف آخر

اسلام مالکِ حقیقی کا آخری اور مکمل دین ہے جس کی مخاطب پوری نوعِ انسانیت ہے۔یہ دین بھلائی، خیر خواہی اور نصیحت سب کے لیے عام کرتا ہے۔قرآن کریم سب کے لیے پیغام ہدایت ہے اور فرمانِ رسولؐ کسی خطہ یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔اسلام انسانیت کی بنا پر سب کے ساتھ ربط و تعلق کی اجازت دیتا ہے، انسانی فوز و فلاح اور بھلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے۔لیکن ان تہذیبی روابط میں وہ اسلامی تشخص برقرار رکھنے کے لیے دوسری تہذیبوں کی نقالی سے منع کرتا ہے۔دلی محبتوں اور راز داری کا سزاوار صرف اور صرف امتِ مسلمہ کو قرار دیتا ہے۔اسلامی تہذیب کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ اس نے صفحہ ارضی پر سکون و اطمینان اور خیر خواہی کی خوشبو سے نہ صرف اپنے گلستان کو سنوارا بلکہ اس خوشبو سے دشمن جاں بھی محروم نہ رہے۔

بقول حافظ شیرازی:

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں مروت، با دشمنان مدارا

یعنی دونوں جہانوں کی آسائش و آرام ان دو اصولوں کو سمجھنے میں مضمر ہے کہ دوستوں کے ساتھ مروت برتنا چاہیے اور دشمنوں کے ساتھ بھی صبر اور حوصلے کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ لقمان،۳۰:۲۰

۲۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ،الفیصل ناشران لاہور،۲۰۰۳ء،۱/ ۱۶۹

۳۔ الروم۳۰:۲۲

۴۔ ابوالحسن علی ندوی،تعمیر انسانیت،مجلس نشریات اسلام کراچی،ص:۹

۵۔ پال فنڈلے،امریکہ کی اسلام دشمنی،نگارشات لاہور،۲۰۰۳ء،ص:۴۷

۶۔ السیوطی،الجامع الصغیر،۲/ ۸۵۹

۷۔ یوسف۱۲:۱۰۴

۸۔ الاعراف۲:۱۰۴

۹۔ البقرہ۲:۱۳۶

۱۰۔ شبیر احمد عثمانی،فوائد عثمانی، دارلتصنیف کراچی،ص:۲۶

۱۱۔ نساء ۴:۱

۱۲۔ آل عمران ۳:۶۴

۱۳۔ بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح ،کتاب المناقب، باب خاتم النبیین صلی اللہ علہ وسلم ، ح ۳۵۳۵

۱۴۔ بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم

۱۵۔ ڈاکٹر خالد علوی،اسلام کا معاشرتی نظام،المکتبہ العلمیہ ،لاہور،۱۹۹۱ء،ص:۳۵۶

۱۶۔ سبا۳۴:۲۸

۱۷۔ ابن ہشام،السیر ۃ النبویۃ،مصطفیٰ البابی الحلبی ،مصر۱۹۳۱ء،۱/ ۱۷۸

۱۸۔ السہیلی ،عبدالرحمٰن ،الروض الانف، دارالمعارف ،مصر،۱۹۱۴ء،۱/ ۳۸

۱۹۔ مبارکپوری،صفی الرحمٰن،الرحیق المختوم،المکتبہ السّلفیہ لاہور،۱۹۹۰ء،ص:۳۱۸

۲۰۔ ڈاکٹر حمید اللہ،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی،ص:۱۳۲

۲۱۔ امام ابو یوسف،کتاب الخراج،ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی، باکستان،۱۹۸۷ء،ص:۸۳

۲۲۔ ابن قیم،زادالمعاد فی ہدی خیر العباد،مطبعۃ التجارۃ القاہرہ،۱۹۶۲ء،۱/ ۵

۲۳۔ المائدہ ۵:۵

۲۴۔ القرطبی،عبداللہ بن محمد بن احمد،الجامع لاحکام القرآن،المطبعۃ دارالکتب المصریۃ القاہرہ،۶/ ۷۷

۲۵۔ ابوحیان اندلسی،تفسیر المحیط، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان،۳/ ۵۹۷

۲۶۔ محمود آلوسی، روح المعانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت،۵/۶۴

۲۷۔ المائدہ ۵:۵

۲۸۔ فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۱۶/۶

۲۹۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ بیروت،۲/ ۴۰۸

۳۰۔ صلاح الدین یوسف، احسن البیان، دار السلام لاہور، ص:۸۰۵

۳۱۔ امام ابو یوسف، کتاب الخراج، ص:۸۲

۳۲۔ الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار الفکر للطباعۃ والنشر ،۳/ ۲۵۶

۳۳۔ عبدالکریم پاریکھ، مولانا، قوم یہود اور ہم، علم وعرفان پبلشرز لاہور، ۲۰۰۰، ص:۲۵۸

۳۴۔ سمیح عاطف الزین، الاسلام وثقافۃ الانسان، دار الکتاب لبنان بیروت، ۱۹۶۸، ص:۱۵۳

۳۵۔ شاہدہ پروین، ’’بین التہذیبی اور بین الثقافتی تقارب و ہم آہنگی سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں‘‘ مقالاتِ سیرت خواتین، قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۸ء، وزارت مذہبی امور اسلام آباد، ص:۱۱

۳۶۔ ابوداؤد، سنن، کتاب اللباس، باب من لفظ الشہرہ

۳۷۔ ھود ۱۱:۱۱۳

۳۸۔ نسائی، سنن، کتاب الزینۃ، باب لا تنقشوا علی خواتیکم

۳۹۔ ابن کثیر، عماد الدین تفسیر القرآن العظیم، سہیل کیڈمی لاہور، ۱۹۷۲ء، ۱/ ۳۹۸

۴۰۔ المائدہ ۵:۵۱

۴۱۔ فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، ۱۱/ ۲۶

۴۲۔ آل عمران ۳:۱۱۹

۴۳۔ محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش، بیت الحکمت لاہور، ۲۰۰۶ء، ص؛۳۵

۴۴۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، ۲۶۴/۵

۴۵۔ الحدید ۵۷:۱۶

۴۶۔ ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، مکتبہ انصار الحمدیہ، ص:۲۰۳

****